WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سُورَۃ القدر

نام : اس کا نام "القدر" ہے۔ اس میں ایک رکوع، پانچ آیتیں، تیس کلمے اور ایک سو بارہ حروف ہیں۔

نزول : علامہ آلوسی اور دیگر مفسرین رقمطراز ہیں کہ سورت کے نزول کے بارے میں علماء کے دو قول ہیں۔ ابوحیان اندلسی اپنی تفسیر بحرِ محیط میں لکھتے ہیں کہ یہ سورت مدنی ہے۔ علامہ واحدی کا قول ہے۔ یہ مدینہ طیبہ میں سب سے پہلے نازل ہوئی لیکن اکثر علماء تفسیر کا یہی قول ہے کہ یہ مکی ہے۔ پہلے قول کی تائید میں جو روایات ذکر کی جاتی ہیں وہ سند کے اعتبار سے قابلِ اعتبار نہیں نیز سُورت کا مضمون بھی دوسرے قول کی تائید کرتا ہے۔ اس سے پہلی سورت میں نزولِ قرآن کا ذکر تھا اس سُورت میں اُس رات کی قدر و منزلت بیان کی گئی ہے جسے یہ اعزاز نصیب ہُوا۔

مضمون : قدر کا معنی تقدیر اور قسمت بھی ہے اور عزت و منزلت بھی۔ یہاں دونوں معنے لیے جا سکتے ہیں۔ بتایا کہ یہ معمولی رات نہیں بلکہ وہ رات ہے جس میں اللہ کے اُس کلامِ معجز نظام کے نزول کی ابتدا ہُوئی جو قسمت اور تقدیر کو بدلنے والا ہے کسی ایک شخص یا قبیلے یا ملک کی نہیں بلکہ نوعِ انسانی کے اُن تمام افراد کی جو اُس کو قبول کرتے ہیں اور اس پر عمل کرنے کا تہیہ کر لیتے ہیں۔ پھر اس میں کسی زمانہ کی تخصیص بھی نہیں۔ جس طرح اُس رسُول کی رسالت قیدِ زمانی سے ماورا ہے۔ اسی طرح اس کا لایا ہُوا کلام بھی ان زمانی حدود سے ناآشنا ہے۔ یا اس سے اُس رات کی قدر و منزلت بیان فرمائی جا رہی ہے جس رات کی خاموشیوں میں یہ صحیفۂ رُشد و ہدایت نازل ہُوا اور اُس ذاتِ اقدس و اطہر کو منصبِ نبوت پر فائز کیا گیا۔ بتا دیا کہ اس رات کی خیرات و برکات ہزار ماہ کی عبادت سے برتر ہیں۔ ساری رات فرشتوں کی آمد اور رحمتوں کے نزول کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور سلامتی کی بشارتیں دی جاتی رہتی ہیں۔

نیو سنٹرل جیل سرگودھا

۱۰-۴-۷۷

سُوْرَةُ الْقَدْرِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هِيَ خَمْسُ اٰيٰتٍ

سورۃ القدر مکی ہے۔ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت ہی مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ اس میں پانچ آیات ہیں

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝١ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝٢ لَيْلَةُ

بے شک ہم نے اس (قرآن) کو اتارا ہے شب قدر میں ۱؎ اور آپ کچھ جانتے ہیں کہ شب قدر کیا ہے۔ شب

الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝٣ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا

قدر بہتر ہے ہزار مہینوں سے ۲؎ اترتے ہیں فرشتے اور روح (القدس) اس میں ۳؎

۱؎ اگرچہ یہاں قرآن مجید کا صراحۃً ذکر نہیں لیکن انزلناہ کی ضمیر مفعول کا مرجع بالاتفاق قرآن مجید ہی ہے۔ فرمایا قرآن کسی فرشتے یا کسی انسان کا کلام نہیں، نہ ان میں سے کسی ایک فرد یا مجمع علمی کی تصنیف ہے۔ اس کو اتارنے والے ہم ہیں، یہ ہمارا کلام ہے۔ اس میں کسی غیر کے اختراع کا کوئی وجود نہیں۔ اور ہم نے اس کو اس رات میں اتارا ہے جو قدر و منزلت کے اعتبار سے بے مثل رات ہے یا اس رات میں اتارا جو تقدیر ساز ہے۔ جس کی برکت سے صرف اہل مکہ اور ساکنان حجاز کے مقدر کا ستارہ ہی طلوع نہیں ہوا بلکہ ساری انسانیت کا بخت خفتہ بیدار ہو گیا۔ اس رات میں ایسی کتاب نازل ہوئی جس میں بنی نوع انسان کو اپنی پہچان اور اپنے خالق کا عرفان عطا فرمایا۔

امام زہری فرماتے ہیں سمیت بها العظمة والشرف . . . . لان العمل فیہا یکون ذا قدر عند اللہ (مظہری)۔ علامہ قرطبی نے اس رات کو لیلۃ القدر کہنے کی وجہ یوں بیان کی ہے قیل سمیت بذلک لانہ انزل فیہا کتابا ذا قدر علی رسول ذی قدر علی امۃ ذات قدر یعنی اسے شب قدر اس لیے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ایک بڑی قدر و منزلت والی کتاب، بڑی قدر و منزلت والے رسول پر اور بڑی قدر و منزلت والی امت کے لیے نازل فرمائی۔ اس کی شان نزول یہ بیان کی گئی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت کی عمروں کو مختصر پایا اور خیال ہوا کہ وہ مختصر عمروں والے اتنے اعمال صالحہ نہ کر سکیں گے جتنے پہلی امتوں نے اپنی طویل عمروں میں کیے ہیں۔ فاعطاہ اللہ لیلۃ القدر خیر من الف شہر (مظہری)، تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم کو لیلۃ القدر عطا فرمائی جو ہزار مہینے سے بہتر ہے۔

۲؎ جو تحفہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو مرحمت فرمایا اب اس کی جلالت شان کا بیان ہو رہا ہے۔ خود ہی سوال کیا، خود ہی جواب دیا۔ فرمایا بھلا تم جانتے ہو لیلۃ القدر کیا ہے؟ خود ہی جواب دیا کہ یہ ایک رات ایک ہزار ماہ سے بھی افضل ہے۔ یہ بہتری اور افضلیت کس اعتبار سے ہے؟ اکثر مفسرین کا یہ قول ہے العمل فیہا خیر من العمل فی الف شہر لیس فیہا لیلۃ القدر کہ اس ایک رات میں جو عمل کیا جاتا ہے وہ ایک ہزار ماہ کے عمل سے بہتر ہے جس میں لیلۃ القدر نہ ہو۔ علامہ قرطبی نے اپنی رائے ان الفاظ میں بیان کی ہے۔ وفی تلک اللیلۃ یقسم الخیر الکثیر الذی لا یوجد مثلہ فی الف شہر کہ اس رات میں اتنی خیر کثیر تقسیم کی جاتی ہے جتنی ایک ہزار مہینہ میں بھی تقسیم نہیں ہوتی اور یہ بھی مفہوم ہو سکتا ہے کہ انسان کی اصلاح اور فلاح کے لیے جو کام (نزول قرآن) اس ایک رات میں ہوا وہ ہزار مہینے کی کوششوں سے بھی بہتر

اور افضل ہے۔

رہی یہ بات کہ یہ رات کس مہینہ کی ہے اور کس تاریخ کو آتی ہے؟ مہینہ کا فیصلہ تو خود قرآن کریم نے کر دیا کہ قرآن کا نزول رمضان میں ہوا، ثابت ہو گیا کہ یہ رات ماہ رمضان ہی کی کوئی رات ہے۔ تاریخ کے تعین کے بارے میں علماء کا بڑا اختلاف ہے۔ چالیس کے قریب اقوال مذکور ہیں، لیکن صحیح حدیث میں یہ الفاظ موجود ہیں۔ تحروا لیلۃ القدر فی العشر الاواخر من رمضان کہ رمضان شریف کے آخری عشرہ میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو۔ دوسری حدیث میں ہے کہ آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ رمضان شریف کی ستائیسویں رات لیلۃ القدر ہے۔ حضرت ابی بن کعب تو اس پر قسم ہی کھایا کرتے تھے۔

اس کو متعین نہ فرمانے میں بھی کئی حکمتیں ہیں تاکہ مسلمان اس رات کی تلاش میں زیادہ نہیں تو کم از کم پانچ طاق راتیں اللہ تعالیٰ کے ذکر اور عبادت میں گزاریں۔ اگر رات متعین کر دی جاتی تو لوگ صرف اسی رات کو ہی جاگتے اور عبادت کرتے۔ نیز اس رات کو اگر مقرر کر دیا جاتا تو اسے ذکر و عبادت میں گزارنے والے تو اجر عظیم کے مستحق قرار پاتے لیکن اسے گناہوں میں صرف کرنے والے بھی سنگین سزاؤں میں مبتلا کیے جاتے کیونکہ انہوں نے شب قدر کو پہچانتے ہوئے اسے خدا کی نافرمانی میں ضائع کیا۔ اس لیے رحمت کا تقاضا یہی ہے کہ اسے مستور رکھا جائے تاکہ اگر کوئی بے نصیب بے خبری میں اس رات کو گناہوں کی بھینٹ چڑھا دیتا ہے تو اسے گناہ ایک عام رات کا ملے اور جاگنے والے زیادہ راتیں جاگتے رہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جو رات اپنے مالک حقیقی کی یاد میں بسر ہوتی ہے اہل عشق کے لیے وہ بھی لیلۃ القدر ہے۔ عارف ربانی عمر بن فارض قدس سرہ کا یہ شعر کتنا پیارا ہے:

وکل اللیالی لیلۃ القدر ان دنت کما کل ایام اللقاء یوم جمعۃ

ترجمہ: اگر محبوب کا قرب نصیب ہو جائے تو ساری راتیں لیلۃ القدر ہیں جس طرح اس کی ملاقات کا ہر دن جمعہ کا مبارک دن ہے۔

۳۔ حضرت انس سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اذا کان لیلۃ القدر نزل جبریل فی کبکبۃ من الملائکۃ یصلون علی کل عبد قائم او قاعد یذکر اللہ عزوجل یعنی لیلۃ القدر کو جبرئیل فرشتوں کے ایک جم غفیر کے ساتھ زمین پر اترتا ہے اور ملائکہ کا یہ گروہ ہر اس بندے کے لیے دعائے مغفرت اور التجائے رحمت کرتا ہے جو کھڑے ہوئے یا بیٹھے ہوئے اللہ عزوجل کے ذکر میں مشغول ہوتا ہے۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ان سے مصافحہ بھی کرتے ہیں۔

کتنا خوش نصیب اور بلند اقبال ہے وہ بندہ جو اس رات کو اپنے پروردگار کی یاد میں بسر کرتا ہے، جبرئیل اور فرشتے اس کے ساتھ مصافحہ کرنے کا شرف حاصل کرنے کے لیے آسمان سے اتر کر اس کے پاس آتے ہیں اور اس کی مغفرت و بخشش کے لیے دعائیں مانگتے ہیں۔

حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رمضان شریف کے آخری عشرہ کے لیے خصوصی اہتمام فرمایا کرتے۔ حضرت عائشہ کا ارشاد ہے کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اذا دخل العشر شد مئزرہ واحیا لیلہ وایقظ اھلہ۔ (متفق علیہ) یعنی رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ جب یہ آخری عشرہ شروع ہوتا تو اپنا تہبند کس کر باندھ لیتے۔ راتوں کو ذکر الٰہی سے زندہ کرتے اور اپنے اہل و عیال کو بھی عبادت

ع ۱ ۱۸ معا ۲۲ — عند المتأخرین ۱۲

بِاِذۡنِ رَبِّہِمۡ ۚ مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍ ۛ﴿۴﴾ سَلٰمٌ ۛ ہِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ﴿۵﴾

اپنے رب کے حکم سے [۳] ہر امر (خیر) کے لیے [۴] یہ سراسر امن و سلامتی ہے۔ یہ رہتی ہے طلوع فجر تک [۵]

کے لیے جگاتے۔

حضرت عائشہ ہی کا ارشاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جتنا مجاہدہ اس آخری عشرہ میں فرماتے کسی دوسرے وقت میں ایسا مجاہدہ نہ کرتے۔

اس آخری عشرہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اعتکاف بھی بیٹھا کرتے اور یہ معمول آخر تک جاری رہا اور اپنے غلاموں کو بھی اعتکاف بیٹھنے کی ترغیب دلاتے۔ حضور کے وصال کے بعد امہات المومنین بھی اپنے آقا کی اس سنت پر پابندی سے عمل کیا کرتیں۔

آیت میں الروح سے مراد جبرئیل امین ہے۔ ان کی جلالتِ شان کے پیشِ نظر خصوصیت سے ان کا ذکر کیا گیا۔ بعض علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ الروح فرشتوں کی ایک صنف ہے جو عام فرشتوں سے زیادہ لطیف ہے۔ جس طرح ہم فرشتوں کو نہیں دیکھ سکتے، عام فرشتے اس صنف کو اس کی حد درجہ لطافت کے باعث نہیں دیکھ سکتے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ الروح کا معنی رحمت ہے۔ یعنی فرشتوں کا وہ گروہ جو جبرئیل کی قیادت میں اس رات زمین پر اترتا ہے اپنے ساتھ رحمتِ خداوندی کے بے اندازہ خزانے لے کر آتا ہے۔

[۳] یعنی فرشتوں کا یہ نزول از خود نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ انہیں حکم دیتا ہے کہ زمین پر جاؤ اور اس کے مشارق و مغارب کا چکر لگاؤ جہاں کہیں میرے محبوب کا کوئی 'امتی' میرے ذکر کی شمع روشن کرکے بیٹھا ہے، اس کے پاس پہنچو اور اس کو ہماری طرف سے نوید رحمت سناؤ اس سے مصافحہ کرو اور اس کے لیے مغفرت کی دعائیں مانگو۔ کیا شان ہے اللہ تعالیٰ کے محبوب کی اور اس کے طفیل کیا شان ہے اس کے غلاموں کی۔

حضرت شاہ عبد العزیز صاحب اس مقام پر لکھتے ہیں: "یعنی فرود می آیند ملائکہ از آسمانہا و ارواح از مقام علیین دراں شب برائے ملاقات اہل کمال واقتباس انوار اعمال بنی آدم وتلذذ بادراک کیفیات کہ در نفوس ارضیاں بنسبت محبوب و معبود خود حاصل شدہ است۔"

ترجمہ: یعنی آسمان سے اس رات فرشتے اترتے ہیں اور علیین سے روحیں نازل ہوتی ہیں تاکہ باکمال انسانوں کے ساتھ ملاقات کریں اور ان کے اعمال کے انوار سے روشنی حاصل کریں اور اپنے محبوب اور معبود کی محبت کا جو جذبہ ان کے سینوں میں جوش مار رہا ہے اس کی لذت سے بہرہ ور ہوں۔

[۴] علامہ قرطبی نے لکھا ہے کل امر سے وہ تمام کام مراد ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ایک سال تک فیصلہ کر دیا ہے۔

[۵] یعنی یہ رات امن و سلامتی کی رات ہے نفس و شیطان کی وسوسہ اندازیاں عابدوں کو پریشان نہیں کرتیں۔ بڑی جمعیتِ خاطر کے ساتھ وہ اپنے رب سے لو لگائے رہتے ہیں اور اس کے ذکر سے لطف اندوز ہوتے رہتے ہیں اور یہ روح پرور اور ایمان افروز کیفیت رات بھر صبح کے طلوع ہونے تک جاری رہتی ہے۔ بعض علماء نے اس کا مفہوم یہ بتایا ہے کہ "ملائکہ و ارواح دراں شب بر جمیع مومناں سلام می گویند و با اہل کمال مصافحہ می نمایند پس ایں آیت بیان کیفیت ملاقات آنہاست بعد از بیان نزول آنہا۔"

یعنی فرشتوں کے زمین پر اترنے کے بیان کے بعد اب ان کی ملاقات کی کیفیت ذکر کی جارہی ہے کہ وہ اس رات کو تمام اہل ایمان کو سلام پیش کرتے ہیں اور اہل کمال سے مصافحہ کرتے ہیں۔ (عزیزی)

اس رات کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ جو دعا مانگی جائے وہ قبول ہوتی ہے۔

انسان کو چاہیے کہ بڑی سرگرمی سے اس رات کی تلاش کرے۔ غفلت اور کاہلی سے کام نہ لے۔ ذوق وشوق سے رمضان کے آخری عشرہ کی پانچ طاق راتوں کو بیدار رہے اور انہیں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے گزارے جب دعا مانگے تو ایسی جامع دعا مانگے کہ پھر کوئی حسرت باقی نہ رہے۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ لیلۃ القدر نصیب ہو تو کیا دعا مانگوں؟ حضور نے فرمایا یوں دعا کرو۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ۔

اے اللہ تعالیٰ! تو بہت درگزر فرمانے والا ہے تو درگزر کو بہت پسند کرتا ہے میرے گناہوں سے بھی درگزر فرمائے۔

اس رات کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد گرامی بھی پیش نظر رہے۔

من قام ليلة القدر ايمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه۔

یعنی جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ اور حصول ثواب کے لیے قیام کرتا ہے اس کے پچھلے سارے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

○

واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولٰنا فانصرنا على القوم الكافرين

اللهم صل وسلم وبارك على خاتم الانبياء وسيد المرسلين شفيع المذنبين

رحمة للعٰلمين وعلى اٰله واصحابه ومن تبعه باحسان الى يوم الدين

○